International Research Journal of Religious Studies, Vol.:3, Issue: 02,July-Dec 2023 PP: 203-215

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

نظام غلامی کے خاتمے میں اسلام کا کردار ایک تحقیقی مطالعہ

THE ROLE OF ISLAM IN THE ABOLITION OF SLAVERY SYSTEM: A RESEARCH STUDY

Bibi Hanifa
Head Department of Islamic & Relegious Studies Govt. Girls Degree College Qalandar Abad Abbottabad.
Email: *Bibihaneefa@gmail.com*
https://orcid.org/0009-0004-3074-5072

Dr. Sami ul Haq
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal.
Email: *mmfaisal1978@gmail.com*
https://orcid.org/0009-0005-5488-6983

Muhammad Faisal
Assistant Professor Department of Islamic & Relegious Studies Govt. College Balakot.
Email: *mmfaisal1978@gmail.com*
https://orcid.org/0009-0005-5037-6983

Abstract

Allah the Exalted created Adam honorable and respected, and bestowed this status and honor on his descendants as an inheritance. As a result of turning away from the divine guidance, along with other evils, the practice of humans enslaving other humans became the norm for conquerors. Human history is a witness to the fact that as a result of wars, millions of people were taken as slaves and concubines by the conquerors, like herds of sheep and goats. In addition to the conquered, there were other types of slaves who were deceived and sold, such as Hazrat Salman Farsi and Zaid bin Harithah (may Allah be pleased with them). The third type of slaves were those who inherited slavery, meaning they were the children of slaves.At the time of the ظہور Islam, the system of slavery was an integral part of the Arab social. system. Islam adopted it with disapproval, but at the same time introduced such changes in the social system and laws that freed humans from the slavery of other humans and brought them into the servitude of one Allah.As for the question of the permissibility of slavery in Islamic law, the answer is that this

CC BY

permission is only given in the case of prisoners of war when there is no other viable solution. In the context of the modern era, since the international norm is no longer the system of slavery, but rather the practice of keeping prisoners in prisons, releasing them, or exchanging them, Muslims will also abide by this international norm. This is the command of the Sharia.

***Key Words**: Ghulami, Ghulam, londhi. Mukatib, Azadi. Fidya, Kafara.*

موضوع کا تعارف

ظہور اسلام سے قبل عرب معاشرے اور دیگر اطراف کے ممالک حتیٰ کہ روم اور ایران جیسی خود کو متمدن اور مہذب سمجھنے والی سلطنتوں میں بھی غلامی کا نظام رائج تھا۔ اس دور میں تین قسم کے غلام معاشرے میں پائے جاتے تھے۔ ایک وہ جو کسی جنگ میں قیدی بن جاتے اور گرفتار ہونے کے بعد فاتح دشمن ان کو لونڈیاں اور غلام بنالیتا۔ دوسرے وہ آزاد انسان جن کو زبردستی یا دھوکہ دیکر پکڑا جاتا اور پھر کسی کے ہاتھ بیچ دیا جاتا۔ اور تیسرے وہ لوگ جو ان غلاموں کی اولاد ہوتے یعنی غلاموں کی اس تیسری قسم کو غلامی وراثت میں ملتی تھی اور پیدائشی غلام تصور کئے جاتے تھے یوں انکی کئی کئی نسلیں غلامانہ زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہو جاتی تھیں۔ اس دور میں لونڈی غلاموں کو کسی قسم کے انسانی حقوق حاصل نہیں تھے۔ ان کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔

جنگ میں گرفتار ہونے والی عورتوں کی عصمت دری کی جاتی تھی۔ ایک لونڈی سے بیک وقت کئی مردوں کے تعلقات ہوتے۔ بلکہ آقا چاہے تو باقاعدہ لونڈیوں سے کسب کراتے۔ یوں ان لونڈیوں سے دھندا کرانا ان کی آمدنی کا مستقل ذریعہ ہوتا۔ مختصر یہ کہ ان کو انسانی معاشرے میں انسانوں والے کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں تھے۔

اسلام اور نظام غلامی:

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے غلامی کا نظام اس دنیا میں اسلام نے متعارف نہیں کرایا بلکہ اسلام سے قبل یہ نظام بحیثیت ایک حقیقت اس کرہ ارض پر موجود تھا۔ اور ظہور اسلام کے وقت عرب اور بیرون عرب دنیا بھر کا معاشرہ غلاموں سے بھر اپڑا تھا اور معاشی و معاشرتی نظام انہی غلاموں کے سہارے چل رہا تھا۔ ہر صاحب ثروت شخص کے گھر میں درجنوں غلام اور لونڈیاں موجود ہوتے۔

بقول امین احسن اصلاحی غلام اور لونڈیاں اسلام کے اپنے نظامِ معاشرت کا کوئی جزو نہیں ہیں بلکہ یہ چیز اس وقت کے بین الاقوامی حالات اور اسیرانِ جنگ کے مسئلے کے ایک حل کی حیثیت سے پہلے سے موجود تھی۔ جس کو اسلام نے گوارا کر لیا۔ اسلام اگر یک طرفہ طور پر اس کو اپنے ہاں ختم کر دیتا تو اس سے مسلمانوں کے معاشرے کے اندر بھی سخت قسم کی افراتفری پھیلنے کا اندیشہ تھا اور دشمن قومیں بھی اس سے غلط فائدہ اٹھا سکتی تھیں۔ اس کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے ضروری تھا کہ پہلے بین الاقوامی سطح پر لوگوں کے اندر انسانی مساوات کا شعور پیدا ہو۔ دوسرا اہم سوال یہ تھا کہ ان تمام لونڈیوں اور غلاموں کو معاشرے میں کہاں کھپایا جائے؟ ان میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے افراد کی بھی تھی جو خود اپنی کفالت کا بار اٹھانے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔ غلامی کی

صورت میں ان کی کفالت کی ذمہ داری ان کے مالکوں پر تھی لیکن آزاد ہو جانے کی صورت میں ان کی کفالت کی اس کے سوا کوئی سبیل باقی نہ رہتی کہ وہ بھیک مانگیں اور معاشرے پر بوجھ بنیں۔ بالخصوص لونڈیوں کا مسئلہ اور بھی پیچیدہ تھا۔ ان کے بے سہارا ہونے سے بہت سے اخلاقی مفاسد پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ بیت المال اتنی بڑی فوج کی کفالت کا متحمل نہیں تھا۔ اس لیے اسلام نے بالتدریج تمام ذی صلاحیت غلام ولونڈیوں کی آزادی کی راہ ہموار کر کے ان کو اسلامی معاشرے کا جزو بنا دیا۔[1]

نظام غلامی کا وجود ایک ایسی حقیقت تھی جس سے اسلام صرف نظر نہیں کر سکتا تھا۔ اب اسلام کے سامنے دو بڑے مسئلے تھے، ایک یہ کہ پہلے سے موجود غلاموں کا کیا کیا جائے اور دوسرا یہ کہ مسئلہ غلامی کے خاتمے کے لئے کیا حل نکالا جائے۔

غلامی کے مسئلہ سے نمٹنے کے لئے اسلام نے جو اقدامات کئے ہم ان کو تین مراحل میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

پہلا مرحلہ: سب سے پہلے اسلام نے غلام بنانے کی شرح کو محدود کر دیا۔ اسلام نے کسی آزاد انسان کو پکڑ کر غلام بنانے یا بیچنے کو قطعی حرام قرار دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین اشخاص ایسے ہیں جن کے خلاف قیامت میں میں خود مدعی بنوں گا ایک وہ جس نے میرا ذمہ دے کر عہد کی خلاف ورزی کی دوسرا وہ جس نے ازاد انسان کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی تیسرا وہ جس نے مزدور سے پورا پورا کام لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔[2] پھر جنگی قیدیوں کو صرف اس صورت میں غلام بنا کر رکھنے کی اجازت دی جب کی حکومت تبادلہ اسیر ان کے لئے بھی تیار نہ ہو یا وہ اپنا فدیہ خود بھی ادا کرنے کو تیار نہ ہوں۔ گویا اسلام کا پہلا قدم یہ تھا کہ اس نے غلام بنانے کی شرح کو محدود کر دیا اور صرف بعض مخصوص حالات میں جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کی اجازت دی اور واضح رہے کہ اجازت دی حکم نہیں دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے مخصوص حالات کونسے ہیں جن میں قیدیوں کو غلام بنانا ہی سب سے بہتر راستہ ہوتا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر دشمن کے کچھ لوگ مسلمانوں کے پاس جنگ میں قید ہو جائیں تبادلہ کی کوئی صورت نہ ہو دشمن ان کو رہا کرانے میں دلچسپی نہ لیتا ہو اور معاوضہ لے کر یا بلا معاوضہ ان قیدیوں کو رہا کرنا بھی مسلمانوں اور اسلام کے مفاد میں نہ ہو تو ان حالات میں دو ہی راستے بچ جاتے ہیں ایک یہ کہ ان کو قتل کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ ان کو غلام بنا کر افراد معاشرہ کے حوالے کر دیا جائے۔ تو ان مخصوص حالات میں پھر ایسے قیدیوں پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کو غلام بنانے کی اجازت دیکر اسلام نے انکی زندگی کو تحفظ دے دیا۔ دائمی قید میں رکھنے سے خزانے پر نا قابل برداشت بوجھ پڑتا ہے دوسری طرف قیدی دائمی قید میں جسمانی و ذہنی طور پر مفلوج ہو جاتے ہیں ان کی صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں اسلام کی تمام تعلیم تو امامنا و امافداء ہی تھی۔ لیکن جہاں حالات اس کے متحمل نہ ہوں وہاں مجبورا غلام بنانے کی اجازت دی۔ س طرح ان کو معاشرے میں ازادانہ نقل و حرکت کرنے، اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر مثبت کردار ادا کرنے اور پھلنے پھولنے کا موقع میسر اتا ہے

اسلام سے قبل یہ تصور بھی نہیں تھا کہ مفتوحین کو یوں ہی چھوڑ دیا جاتا مگر پرچم اسلام تلے لڑی جانے والی جنگوں میں لاکھوں لوگ مفتوح ہوئے اور ان میں سے کتنے لوگوں کو لونڈی غلام بنایا گیا اس کا اندازہ مختصر دلائل سے لگایا جا سکتا ہے۔

رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بدر کے جنگی قیدیوں میں سے کسی کو غلام نہیں بنایا، فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا۔[3]

خیبر فتح ہوا مگر ایک بھی مرد کو غلام نہیں بنایا گیا ان کو ذمی بنا کر زرعی پیداوار کے نصف خراج پر ان سے معاملہ کر لیا گیا۔[4]

مکہ فتح ہوا کسی کو غلام نہیں بنایا گیا بلکہ ان کو آزادی کا پروانہ جاری کرتے ہوئے ارشاد فرمایا"

لاتثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء

تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔[5]

حنین والوں کے چھ ہزار افراد قید ہوئے آپ ﷺ کئی روز تک منتظر رہے کہ ان کے اعزہ واقرباء ان کو رہا کروانے آئیں گے مگر جب کوئی نہ آیا تو آپ ﷺ نے مجاہدین میں تقسیم فرمادیئے اس کے بعد ان کا ایک وفد حاضر خدمت ہوا اسلام قبول کیا اور اموال وافراد کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے کسی ایک چیز کا انتخاب کرنے کو کہا انہوں نے اپنے لوگوں کی واپسی کا مطالبہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور اپنے اہل خاندان کے حصے کے قیدیوں کو رہا کرنے کا اعلان کیا۔ باقی انصار ومہاجرین نے بھی اپنے حصے کے قیدی رہا کر دیئے اور اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن، عباس بن مروان نے اپنے حصے کے قیدی واپس کر دینے سے انکار کر یا تو آپ ﷺ نے ان کو معاوضہ دے کر ان سے قیدی لے کر رہا کرا دیئے۔[6]

رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے عہد میں عراق وروم سے لے کر طرابلس اور قبرص کے وسیع علاقے فتح ہوئے اور لاکھوں افراد مفتوحین میں شامل تھے مگر ان میں سے کسی کو بھی غلام بنایا جانا تاریخی شہادتوں سے ثابت نہیں۔

دوسرا مرحلہ: انسانوں کو غلام بنانے کی راہیں مسدود کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے معاشرے میں موجود غلاموں کے حوالے سے اسلام نے تفصیلی ہدایات دیں۔ غلامی کا اس وقت میں رائج تصور یکسر تبدیل کرتے ہوئے غلاموں کو حقوق سے نوازا، غلاموں کے حوالے سے قانون سازی کی، ان کے حقوق وفرائض کے حوالے سے باقاعدہ قانون بنا کر ان کے کار آمد شہری بننے کی راہیں ہموار کیں۔ یہاں صرف چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید:

نبی کریم ﷺ نے غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ نہ صرف حسن سلوک کی تاکید فرمائی بلکہ مالکوں پر ان کے انسانی حقوق کو شرعی درجہ دے دیا جس سے ان کے معاملہ میں مالکوں کی خود مختاری اور مطلق العنانی ختم ہوگئی جو زمانہ جاہلیت میں ان کو حاصل تھی۔

رسول اللہ نے فرمایا:

"ان کو وہ کھلاو جو تم خود کھاتے ہو، وہ پہناو جو تم خود پہنتے ہو اور ان کو وہ کام سپرد نہ کرو جسکی وہ استطاعت نہیں رکھتے، اگر کوئی ایسا کام ہو تو ان کی اعانت کرو۔[7]

رسول اللہ ﷺ کی مرض الوفات میں جو آخری لفظ آپ کی زبان پر جاری تھے اور جس کے بعد آپ ﷺ خالق حقیقی سے جا ملے وہ یہ تھے"

الصلوٰۃ الصلوٰۃ واتقواللہ فی ماملکت ایمانکم [8]

یعنی نماز کا خیال رکھو نماز کا خیال رکھو اپنے زیر دست غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

لونڈیوں اور غلاموں کے نکاح کرانے کی ترغیب:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ[9]

تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہوا ہو ان کا بھی نکاح کرا اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں ان کا بھی۔

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں: اس حکم سے مراد یہ ہے کہ اگر غلام اور لونڈیاں نکاح کی ضرورت ظاہر کریں تو آقاوں پر بعض فقہاء کے نزدیک ان کے نکاح کرانا واجب ہے اور جمہور کے نزدیک آقا پر لازم ہے کہ ان کے نکاح میں رکاوٹ نہ ڈالے ان کو اجازت دے۔ کیونکہ غلام اور کنیز کا نکاح مالک کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا۔[10]

اس حکم کا مقصد یہ بھی تھا کہ نکاح کرانے سے معاشرے میں ان غلاموں کا اخلاقی اور معاشرتی معیار اونچا ہو۔

زمانہ جاہلیت میں بعض اوقات آقا نکاح کے بعد ان میں زبردستی تفرقہ کرادیتے تھے۔۔ اسلام نے اس کو قطعی ممنوع قرار دے کر حق طلاق صرف شوہر کو تفویض کر دیا۔[11]

لونڈیوں سے دھندا کرانے کی ممانعت:

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا[12]

اور ان باندیوں کو دنیوی زندگی کا ساز و سامان حاصل کرنے کے لئے بدکاری پر مجبور نہ کرو اگر وہ پاک دامنی کی زندگی چاہتی ہو۔

زمانہ جاہلیت میں لونڈیوں سے دھندا کرانا عام دستور تھا بلکہ کچھ لوگ تو لونڈیوں کو اسی کام کے لئے استعمال کرتے تھے اور یہ ان کی مستقل کمائی کا ایک ذریعہ تھا۔

سید مودودی لکھتے ہیں: رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے تو باقاعدہ چکلہ قائم کرر کھا تھا اور اس سے اس کی بہت سی باندیاں منسلک تھیں۔ اس کی ایک باندی نے اسلام قبول کیا اور اور اس پیشہ سے باز آنا چاہا تو عبد اللہ نے اس پر زبردستی کرنا چاہی جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[13]

اسلام نے اس کمائی کو قطعی حرام قرار دے کر لونڈیوں کو زنا جیسے مکروہ ذریعہ آمدن کو اپنانے سے بچالیا۔

اس دور میں جب کسی بھی لونڈی سے بیک وقت کئی مردوں کے ازدواجی تعلقات ہوتے تھے۔ اسلام نے یہ قانون متعارف کرایا کہ ایک لونڈی صرف اپنے مالک کی ملکیت ہوگی اور وہ مالک بھی ماہواری انے سے پہلے مباشرت نہیں کرے گا اسی طرح اگر مالک کے سوا کوئی اور لونڈی کے ساتھ تعلق قائم کرے گا تو وہ زنا کا مجرم قرار پائے گا اور اس کو سزا دی جائے گی اس طرح لونڈیوں کی عزت وابرو کو محفوظ بنایا گیا۔

غلاموں کے خون کو محترم قرار دینا:

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى[14]

آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت (ہی کو قتل کیا جائے)

غلاموں کی تحقیر و تذلیل پر پابندی:

لونڈیوں اور غلاموں کے لئے عبد اور امۃ کے تحقیر آمیز الفاظ استعمال کرنے کے بجائے فتی اور فتاۃ کے الفاظ استعمال کرنے کی ہدایت کی گئی تا کہ اس گروہ کے متعلق لوگوں کے قدیم تصورات میں تبدیلی پیدا ہو۔[15]

لونڈی کی تادیب پر اجر کی نوید:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' جس شخص کی کوئی باندی ہو اس نے اس باندی کی کفالت کی اس سے حسن سلوک کیا پھر اس کو آزاد کیا اور اس سے شادی کی اس کو دوہرا اجر ملے گا۔[16]

لونڈی غلام کو گواہی کا حق عطا کرنا:

حضرت عقبہ بن حارث نے ام یحیٰ بنت وہاب سے شادی کی، ایک سیاہ فام لونڈی آئی اور اس نے کہا میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرے عقبہ نے رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اعراض کیا۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کیسے تیری بیوی ہو سکتی ہے جبکہ وہ لونڈی اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کو اپنی بیوی سے روک دیا۔[17]

غلاموں کو حق امارت بخشنا:

مولانا عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہیں: حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثۃ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے آپ ﷺ جب ان کو کسی لشکر میں بھیجتے تو اس کا امیر بنا دیتے۔ غزوہ موتہ میں وہ امیر لشکر تھے جب ان کی شہادت ہوئی۔ رسول ﷺ نے ان کے بیٹے اسامہ بن زید کو بھی اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک لشکر کا امیر بنایا تھا۔[18]

غلاموں کو مذہبی آزادی دینا:

غلاموں کو مذہبی آزادی دی گئی اور ان کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک عیسائی غلام تھا جو بہت ذہین اور قابل تھا آپ ہمیشہ اس کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتے مگر جب اس نے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا"لا اکراہ فی الدین"یعنی دین میں زبردستی نہیں ہے۔[19]

تیسرا مرحلہ:

غلاموں کو معاشرتی پستی سے اٹھا کر آزاد انسانون کے برابر کھڑا کرنے اور ان کو بے شمار حقوق دلانے کے بعد اگلے مرحلے میں اسلام نے ان کی آزادی کی راہیں ہموار کیں۔ تا کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر حقیقتاً اللہ کی غلامی کی طرف لایا جائے۔

نظام غلامی اسلام کی نظر میں پسندیدہ نہ تھا مگر اس کا یکسر خاتمہ بھی ممکن نہ تھا سو اسلام نے بتدریج اصلاحات کرتے ہوئے غلاموں کی آزادی کی راہیں ہموار کیں۔

غلاموں کی آزادی مکی دور میں:

دعوت اسلامی کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد غلاموں پر مشتمل تھی اور وہ اسلام قبول کرنے کی پاداش میں اپنے اقاؤں کے ظلم وستم کا شکار تھے اسلام نے غلام ازاد کرنے کو باعث ثواب قرار دیااور اس کے فضائل بیان کر کے صاحب ثروت لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ غلام خرید کر ازاد کریں ارشاد باری تعالی ہے وما ادراک ما العقبہ فک رقبہ[20] "اور تم کیا جانتے ہو کہ نیکی کا دشوار راستہ کون سا ہے وہ گردن ازاد کرانا ہے"قال رسول الله صلى الله عليه وسلمايما رجل اعتق امرا مسلما استنقذ الله بكل عضو منه عضوا منه من النار21 "رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاتم میں سے جس شخص نے کسی مسلمان شخص کو ازاد کیا اس کے ہر عضو کے بدلے میں اللہ ازاد کرنے والے کے عضو کو جہنم سے نجات عطا کرے گا"وعن اسماء بنت ابی بکر کنانؤمر عند الخسوف بالعتاقہ[22] "حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں چاند گرہن کے موقع پر غلام ازاد کرنے کا حکم دیا گیا تھا"وفي روايه امر النبي صلى الله عليه وسلم بالعتاقه في كسوف الشمس[23] "ایک اور روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے موقع پر غلام ازاد کرنے کا حکم دیا" ایسے ہی ترغیبات کے نتیجے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ جیسے صحابہ کرام نے درجنوں غلاموں کو خرید کر ازاد کیا

غلاموں کی ازادی مدنی دور میں

اسلامی ریاست کے وجود میں آنے کے بعد تلقین وترغیب کے مرحلے سے آگے بڑھ کر مذہبی احکام اور ملکی قوانین کے ذریعے اس بات کو ممکن بنایا گیا کہ لوگ یاتو برضاءورغبت غلام آزاد کریں یا اپنے قصوروں کے کفارے ادا کرنے کے لئے مذہبی احکام کے تحت انہیں آزاد کریں یا معاوضہ لے کر چھوڑ دیں۔

قسم کا کفارہ:

مدینہ کی ریاست میں غلاموں کی آزادی کی بے شمار راہیں کھل گئیں۔ مثلاً قسم توڑنے کے کفارے میں غلام کو آزاد کرنا شامل کیا گیا۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَۚ فَكَفَّارَته اطعامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ[24]

"اور اللہ تمہاری لغو قسموں پر تمہاری پکڑ نہیں کرے گا لیکن جو قسمیں تم نے پختگی کے ساتھ کھائی ہیں ان پر تمہاری پکڑ کرے گا۔ چنانچہ اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو یا ان کو کپڑے دو یا ایک غلام آزاد کرو۔ ہاں اگر کسی کے پاس (ان چیزوں میں سے) کچھ نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ جب تم نے کوئی قسم کھالی ہو (اور اسے توڑ رہا ہو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اس طرح اللہ اپنی آیتیں کھول کھول کر تمہارے

سامنے واضح کرتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو"۔

ظہار کا کفارہ:

ظہار کے کفارے میں غلام آزاد کرنے کو سر فہرست رکھا گیا۔

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِه وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ[25]

"ور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر انھوں نے جو کچھ کہا اس رجوع کرتے ہیں تو ان کے ذمے ایک غلام آزاد کرنا ہے قبل اس کے وہ (میاں بیوی) ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ یہ ہے وہ بات جس کی تمھیں نصیحت کی جارہی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے"۔

قتل خطا کا کفارہ:

قتل خطا کے کفارے میں بھی غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَئًاۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَئًا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْاؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا[26]

"کسی مسلمان کا یہ کام نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو قتل کرے الّا یہ کہ غلطی سے ایسا ہو جائے اور جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر بیٹھے تو اس پر فرض ہے کہ وہ ایک مسلمان غلام آزاد کرالے اور دیت (یعنی خون بہا)، مقتول کے وارثوں کا پہنچائے الّا یہ کہ وہ معاف کر دیں اور اگر مقتول کسی ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہو جو تمہاری دشمن ہے مگر وہ خود مسلمان ہو تو بس ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا فرض ہے (خون بہا واجب نہیں) اور اگر مقتول ان لوگوں میں سے ہو جو (مسلمان نہیں مگر) ان کے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ ہے تو بھی یہ فرض ہے کہ خون بہا اس کے وارثوں تک پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام کو آزد کیا جائے، ہاں اگر کسی کے پاس غلام نہ ہو تو اس پر فرض ہے کہ دو مہینے تک مسلسل روزے رکھے، یہ توبہ کا طریقہ ہے جو اللہ نے مقرر کیا ہے اور اللہ علیم وحکیم ہے"۔

رمضان کا روزہ قصداً توڑنے کا کفارہ:

قصداً رمضان کا روزہ توڑنے کی صورت میں بھی کفارہ کے طور پر غلام آزاد کرنے کا سب سے پہلے حکم دیا گیا۔

ایک صحابی بحالت صوم اپنی بیوی سے مجامعت کر بیٹھے رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو؟ جواب دیا نہیں۔ فرمایا کیا تم دو ماہ مسلسل روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتے ہو؟ جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھلانا کھلا سکتے ہو؟[27]

مصارف زکوۃ کی تعیین اور غلاموں کی آزادی:

زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد جب اس کے مصارف کا تعیین کیا گیا تو اس موقعے پر بھی غلاموں کو فراموش نہیں کیا گیا اور مصارف زکوٰۃ میں غلاموں کی آزادی کو بھی شامل کیا گیا۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ[28]

"صدقات تو دراصل حق ہے فقیروں کا، مسکینوں کا اور ان اہلکاروں کا جو زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں اور ان کا جن کی دلداری مقصود ہے۔ نیز انھیں غلاموں کو آزاد کرنے اور قرض داروں کے قرضے ادا کرنے اور اللہ کے راستے میں اور مسافروں کی مدد میں خرچ کیا جائے"۔

غلاموں کی آزادی کے لئے حکم مکاتبت:

غلاموں کی آزادی کی ایک اور راہ مکاتبت کی صورت میں ہموار کی گئی اور اس کو قانونی حیثیت دی جس سے ہر ذی صلاحیت غلام اور لونڈی کے لئے آزادی کی راہیں کشادہ ہو گئیں۔

وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ[29]

"اور تمہاری ملکیت کے غلام یا باندیوں میں سے جو مکاتبت کا معاہدہ کرنا چاہیں اگر ان میں بھلائی دیکھو تو ان سے مکاتبت کا معاہدہ کر لیا کرو اور (مسلمانو!) اللہ نے تمہیں جو مال دے رکھا ہے اس میں سے ایسے غلام باندیوں کو بھی دیا کرو"۔

مکاتبت کی تعریف:

مکاتبت سے مراد آقا اور غلام کے درمیان طے پانے والا معاہدہ ہے جس کی رو سے غلام کسی معاوضہ رقم، خدمت یا کسی بھی امر کی انجام دہی کے عوض آزادی حاصل کر لیتا ہے۔ مکاتبت کی خواہش کا اظہار چاہے آقا کی طرف سے ہو یا غلام کی طرف سے ۔جب دوسرا فریق اس کی حامی بھر لے یعنی ایجاب و قبول ہو جائے تو مکاتبت کا معاملہ طے پا جاتا ہے۔

مکاتبت کا حکم:

امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

جہاں تک مکاتبت کے حکم کا سوال ہے کہ آیا یہ مستحب ہے یا واجب؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جمہور فقہاء کرام نے آیت کریمہ سے اس حکم کو مندوب و مستحب قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ، محمد ابن سیرین اور داوٗد رحمہم اللہ نے مکاتبت کے حکم کو واجب قرار دیا ہے۔30

مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

جب ایجاب و قبول کے ذریعے غلام اور اس کے آقا کے درمیان مکاتبت کا معاملہ طے پا جایے تو پھر یہ عقد لازم کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور فریقین اس کے پابند ہوتے ہیں اور کوئی ایک فریق یک طرفہ طور پر اس کو ختم کرنے کا مجاز نہیں رہتا اور غلام جب

بھی بدل کتابت ادا کر دے گا وہ خود بخود آزاد ہو جائے گا۔31

مکاتبت کی ادائیگی:

حکم مکاتبت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے عامۃ المسلمین کو یہ ترغیب بھی دی کہ وہ مکاتب غلاموں کے ساتھ بدل کتابت کی ادائیگی میں تعاون کریں۔خود آقا بھی اپنے مکاتب غلاموں کے ساتھ بدل کتابت کی مقدار میں سے کچھ کم کر کے ان سے تعاون کریں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ یہ تھا کہ وہ بدل کتابت میں سے ایک تہائی یا ایک چوتھائی یا حسب استطاعت کم کر دیا کرتے تھے۔[32]

سید مودودی لکھتے ہیں:

علاوہ ازیں مکاتب کے ساتھ مالی تعاون اموال زکوۃ میں سے بھی کیا جاسکتا ہے۔[33]

ارشاد ربانی ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ[34]

"صدقات تو دراصل حق ہے فقیروں کا، مسکینوں کا اور ان اہلکاروں کا جو زکوۃ کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں اور ان کا جن کی دلداری مقصود ہے۔نیز انھیں غلاموں کو آزاد کرنے اور قرض داروں کے قرضے ادا کرنے اور اللہ کے راستے میں اور مسافروں کی مدد میں خرچ کیا جائے"۔

فقہاء و علماء کے نزدیک وفی الرقاب سے مراد غلام ہیں جنہوں نے اپنے آقاوں سے مکاتبت کر رکھی ہے۔بدل کتابت کی ادائیگی میں اموال زکوۃ میں سے ان غلاموں سے تعاون کیا جائے تاکہ وہ اپنے آپ کو آزاد کرا سکیں۔

اس کے علاوہ اگر مکاتب نے کسی متعین خدمت کے عوض معاہدہ مکاتبت طے کیا ہو تو یہ خدمت بجالانے میں مکاتب سے جانی تعاون کرنا بھی اسی زمرے میں شامل ہے جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا سے چالیس اوقیہ چاندی اور تین سو کھجور کے درختوں پر مشتمل باغ لگانے پر مکاتبت کرلی اور آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ درخت لگانے کے لئے جگہ تیار کریں۔ساتھ ہی دوسرے مسلمانوں کو آپ ﷺ نے تاکید کی کہ وہ کھجور کے تین سو پودے مہیا کریں اور جگہ تیار کرنے میں اپنے بھائی کی مدد زنانہ طور پر وہ سب پودے ایک سال میں ثمر آور ہو گئے۔اس طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ایک طویل غلامی سے نجات مل گئی۔واضح رہے کہ چالیس اوقیہ چاندی بھی رسول اللہ ﷺ کے تعاون سے ادا کی گئی تھی۔[35]

مکاتبت کے لئے شرائط:

آقا اور غلام معاہدہ مکاتبت کے حوالے سے آزاد ہیں بدل کتابت کی جس صورت اور مقدار پر دونوں کا اتفاق ہو جائے وہی معتبر ہے لیکن آقاؤں کا ایسی شرائط عائد کرنا جو صریحاً احکام شرعیہ کے منافی ہوں جائز اور نافذ العمل نہیں۔اگرچہ ایسی شرائط پر

دونوں اتفاق بھی کر چکے ہوں۔ کیونکہ ان دونوں کا آپس میں متفق ہو جانا کسی شرعی حکم کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

نتائج البحث

1- ظہور اسلام سے قبل عرب، روم و ایران حبشہ اور اطراف کے تمام ممالک میں غلامی کا نظام رائج تھا اور ایک صدی قبل تک افریقہ اور امریکہ جیسے براعظموں میں بھی غلامی رائج تھی جدید و قدیم ادوار کے یہ غلام نسل در نسل غلامی میں گزارتے اور ان کو کسی قسم کے انسانی حقوق حاصل نہیں تھے-2 نظام غلامی اسلامی نظام معاشرت کا کوئی جزو نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کو یہ نظام اسیران جنگ کے مسئلے کے ایک حل کے طور پر ورثے میں ملا جس کو بیک جنبش قلم ختم کر دینا ممکن نہیں تھا3 -اسلام اور مسلمانوں نے بامر مجبوری اس نظام کو اپنایا لیکن اس میں ایسی تبدیلیاں کی کہ رفتہ رفتہ غلامی کو مفقود کر دیا- اسیران جنگ کے حوالے سے احسان و فدیہ کی روش کو عام کیا، ازاد لوگوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا اور حصول ثواب کے لیے اور متعدد جرائم کی پاداش میں بطور فدیہ غلام کی ازادی کا حکم دیا4 اسلامی معاشرت میں غلاموں اور لونڈیوں کے حقوق متعین کیے گئے، ان کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کی انکی تذلیل سے منع کیا، ان کے نکاح کروانے کی ترغیب دی، فوجداری قوانین کے تحت ان کی جان، مال، عزت و ابرو کو ازاد لوگوں کے برابر محترم قرار دیا- 5- حکم مکاتبت کے ذریعے تمام ذی صلاحیت غلاموں کی ازادی کی راہ ہموار کر دی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عہد خلفائے راشدین کے اختتام تک ہی غلامی کا نظام کمزور ہو کر خاتمے کے قریب پہنچ چکا تھا۔

5۔ جاسوس قیدی کے احکام عام جنگی قیدیوں سے مختلف ہیں مسلمانوں کی جاسوسی کرنے والا اگر مسلمان ہو تو مالکیہ اس کے قتل کے جب کہ احناف، شوافع اور حنابلہ عدم قتل کے قائل ہیں ۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

1۔ اصلاحی ، امین احسن ، تفسیر تدبر قرآن، ج2،
2- بخاری ،محمد بن اسماعیل ،صحیح بخاری ،کتاب البیوع باب اثم من باع حرا
3-ابو داؤد ،سلیمان بن اشعث ،سنن ابی داؤد ،کتاب الجهاد،باب فی فداءالاسیر بالمال
4-ابو داؤد ،سلیمان بن اشعث ،سنن ابی داؤد ، کتاب الخراج باب ماجاءفی حکم ارض خیبر
5- طبری ،ابن جریر،محمد ،تاریخ طبری ج2، حصه اول ص308

6-مودودی ۔ابوالاعلیٰ سید،تفہیم القرآن ج5۔ص17

7-بخاری۔محمد بن اسماعیل ،صحیح بخاری ۔کتاب العتق باب قول النبی ﷺ العبید اخوانکم فاطعموا ہم

8---ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ابواب النوم باب فی حق المملوک

9-النور: 32

10-محمد شفیع،مفتی۔معارف القرآن ج6۔ص412-413

11-ابن ماجہ ، محمد بن یزید ، سنن ابن ماجہ ،کتاب الطلاق، بان طلاق العبد

12-النور:33

13-مودودی ۔ابوالاعلیٰ سید،تفہیم القرآن ج3۔ص404

14-البقرۃ: 178

15-اصلاحی،امین احسن۔تدبرالقرآن۔ج5۔ص 406

16-بخاری ۔محمد بن اسماعیل البخاری۔کتاب العتق باب فصل من جاریتہ واربہا

17 Saad Jaffar, Dr Asiya Bibi, Hajra Arzoo Siddiqui, Muhammad Waseem Mukhtar, Waqar Ahmad, Zeenat Haroon, and Badshah Khan. "Transgender Act 2018: Islamic Perspective to Interpret Statute for the Protection of Rights and Socio-Psychological Impacts on Pakistani Society." (2020).

18-محمد عاشق الٰہی ۔انوارالبیان فی کشف اسرار القرآن۔ج4۔ص 214

19-شبلی نعمانی۔علامہ۔سیرت فاروق۔ص 442

20۔ البلد:

21۔بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب العتق،باب فی العتق وفضلہ

22۔أیضا، باب ما یستحب من العتاقۃ فی الکسوف اوالایات

23 Ayub, Shahzada Imran, Saad Jaffar, and Asia Mukhtar. "ENGLISH-CHALLENGES CONFRONTED BY CONTEMPORARY MUSLIM WORLD AND THEIR SOLUTION IN THE LIGHT OF SEERAH." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 6, no. 1 (2020): 379-409.

24۔ المائدہ: 89

25۔المجادلہ:

26۔النساء: 92

27-بخاری محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری ، کتاب الصوم ، باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شئی

28-التوبہ۔ 60

29-النور۔ 33

30-اصلاحی ۔امین احسن۔تدبر القرآن۔ج5 ۔ص401

31-مفتی محمد شفیع۔معارف القرآن۔ج6۔ص 414

32-ایضاً۔415

33-مودودی۔ابوالاعلیٰ سید۔تفہیم القرآن ج3 ۔ص 40

34-التوبہ۔60

35محمد بن سعد۔طبقات ابن سعد۔ج2۔حصہ دوم ۔ص 491